روزہ .... تزکیۂ نفس

﴿ قطب عالم حضرت اقدس مولانا سید حامد میاں صاحبؒ ﴾

قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی ﴿ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ . اَیَّامًا مَّعْدُوْدَاتٍ ﴾[1]

''اے ایمان والو ! حکم ہوا تم پر روزے کا جیسے حکم ہوا تھا تم سے اگلوں پر ! شاید تم پرہیزگار ہو جاؤ ، کئی دن ہیں گنتی کے''

روزہ کی تعریف :

روزے کے لغوی معنی ''رکنے'' کے ہیں اور اصطلاحِ شرع میں، صبح صادق سے لے کر غروبِ آفتاب تک کھانے پینے اور جماع سے نیت کے ساتھ رکنے کو روزہ کہتے ہیں !

پچھلی اُمتوں سے مراد یہود و نصاری ہیں چنانچہ روزہ شریعتِ موسوی کا باضابطہ ایک اہم اور مشہور جزو ہے اگر چہ مشرکین بھی کسی نہ کسی صورت میں روزہ رکھتے ہیں لیکن اُن کے روزے ناقص، ادھورے اور برائے نام ہیں اور اب شریعتِ موسویہ کے حاملین کے یہاں بھی روزے کی ادائیگی میں تقصیر ہونے لگی[2] ان کے روزوں کی حقیقت اتنی ہے کہ وہ یا تو کسی بلا کو دفعہ کرنے کے لیے رکھتے ہیں یا کسی فوری اور مخصوص روحانی کیفیت کے حاصل کرنے کے لیے ! ! یہود کی قاموسِ اعظم میں ہے کہ

''قدیم زمانہ میں روزہ یا تو بطورِ علامتِ ماتم رکھا جاتا تھا یا جب کوئی خطرہ درپیش ہوتا تھا اور یا پھر جب سالک اپنے اندر الہامات کی قبولیت کی استعداد پیدا کرنا چاہتا تھا''

روزہ کا مقصد :

لیکن شریعتِ مطہرہ کی نظر میں روزہ تزکیۂ نفس، تربیت جسم اور تعمیل حکمِ خداوندی کا ایک بہترین دستورِ عمل ہے اس لیے ارشاد ہوا ﴿ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ ﴾ تاکہ تم تقوی اختیار کرو یعنی اسلامی روزہ کی

---

[1] سُورۃ البقرۃ : ۱۸۳، ۱۸۴ [2] کوتاہی

غرض وغایت تقویٰ ہے روزہ سے تقوے کی عادت پڑتی ہے ! روزہ میں انسان خدا کے حکم کی وجہ سے کھانے پینے سے باز رہتا ہے تو گویا خدا کی یاد بھی دل میں صبح سے شام تک رہتی ہے اور اس سے تقوے کی کیفیت پیدا ہونے لگتی ہے !

شریعتِ مطہرہ نے عبادت اور کاروبارِ حیات یکساں طور پر قائم رکھنے کا طریقہ بتلایا ہے ! اس لیے روزہ میں کاروبار کی ممانعت نہیں فرمائی گئی ! نہ ہی روزہ ہمیشہ رکھنے کا حکم دیا گیا ! بلکہ سال میں گنے چنے صرف اُنتیس یا تیس دن روزہ رکھنا بتلایا گیا ہے اس لیے ﴿ اَيَّامًا مَّعْدُوْدَاتٍ ﴾ ارشاد فرمایا گیا

فرضیت ؟

اس آیت مبارکہ میں روزہ کی فرضیت کے بارے میں ارشاد ہوا ہے کہ وہ اس امت پر ایسے ہی فرض کیا گیا ہے جیسے پچھلی امتوں پر فرض کیا گیا تھا، آیت کے آخر میں اس کا فائدہ اور اس کی غرض وغایت بھی ذکر فرمائی گئی ہے کہ وہ حصول کیفیتِ تقویٰ ہے !

تقویٰ ؟

تقویٰ دراصل دل کی اُس کیفیت کا نام ہے جو ذکر الٰہی کی کثرت کے باعث حاصل ہوتی ہے کہ جب دل میں ہر وقت خداوندِ قدوس کی یاد رہنے لگتی ہے تو اللہ کی ذاتِ پاک سے تعلق پیدا ہو جاتا ہے اور یہ تعلق انسان کی طبیعت کو نیکی کرنے کے لیے اُبھارتا ہے اور برائی سے روکتا ہے اور چونکہ متقی انسان خدا کی نافرمانی سے ڈرتا ہے اس لیے عام طور پر کہا جاتا ہے کہ خدا سے ڈرنے کا نام '' تقویٰ '' ہے مگر یہ تشریح یا ترجمہ نا تمام ہے کیونکہ شریعت میں خدا سے محض ڈرنا نہیں بتلایا گیا بلکہ اس سے امید رکھنی اور اُس کی رحمت پر نظر رکھنی اور اس سے دعاء مانگنی بھی سکھائی گئی ہے اور مایوسی کفر قرار دی گئی ہے گویا خدا سے ڈرنا ایسا نہیں ہوتا جیسے کسی ظالم بادشاہ یا شیر سے ہو، کیونکہ اس میں نفع کی امید نہیں ہوتی اور نقصان کا ڈر ہی ڈر ہوتا ہے ! اس کے برخلاف حق تعالیٰ سے ''امید'' و ''خوف'' دونوں ہی قائم رکھنے بتلائے گئے ہیں ! اس لیے تقویٰ میں ڈرنے کے ساتھ اُمید بھی ہوتی ہے ! ! !

جلال و جمال :

قرآنِ پاک میں حق تعالیٰ کی صفات رحمت و رأفت ، مودّت و مغفرت وغیرہ جا بجا اور بار بار ذکر فرمائی گئی ہیں ! اور ساتھ ہی وہ صفات بھی ذکر فرمائی گئیں ہیں جن میں اُس کا غالب و قاہر ہونا ظاہر کیا گیا ہے مثلاً ارشاد ہوا

﴿ حٰمٓ تَنْزِیْلُ الْکِتٰبِ مِنَ اللّٰہِ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ غَافِرِ الذَّنْبِ وَ قَابِلِ التَّوْبِ شَدِیْدِ الْعِقَابِ ذِی الطَّوْلِ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا ھُوَ اِلَیْہِ الْمَصِیْرُ ﴾ [1]

اس آیت مبارکہ میں صفاتِ جلالیہ و جمالیہ دونوں ہی جمع فرمادی گئی ہیں ! ایک مومن جب ذکر الٰہی کی کثرت کرتا ہے تو اُس کا دل صفاتِ جلالیہ و جمالیہ کا مَوْرَدْ بن جاتا ہے [2] پھر جو کیفیت حاصل ہوتی ہے اس کا نام ''تقویٰ'' ہے ! روزہ میں انسان اللہ تعالیٰ سے صحیح معنی میں ڈرتا ہے اور اس کی تکمیل پر اسے مجبور کرنے والی چیز صرف اس کا ایمان ہوتا ہے ! ورنہ دن میں تنہائی کے ایسے مواقع میسر آتے رہتے ہیں جن میں وہ روزہ توڑ سکتا ہے ! لیکن اس کا ایمان ، گرمی اور شدتِ پیاس کے وقت بھی اسے ایسا کرنے سے باز رکھتا ہے ! یہ حالت مسلسل تیس دن رہتی ہے ! جو یقیناً اس کے ایمان کو عظیم قوت بخشتی ہے اور حصول تقویٰ کی طرف قدم بقدم لے چلتی ہے ! ! اس سے اس کا ایمان و تقویٰ بڑھتا ہے اس کے مزاج میں صبر و تحمل محنت و مشقت جیسی صفات پیدا ہو جاتی ہیں ! ''قوتِ ارادی'' جو بہت قیمتی جوہر ہے روزہ میں تقویٰ کی بدولت ہر روز ایک امتحان سے گزرتی ہے ! ایک متقی مسلمان یہ سب کچھ صرف اس لیے کرتا ہے کہ اسے خداوندِ کریم کی خوشنودی اور رضاء مطلوب ہوتی ہے اس کے سوا محض ریاضت اس کا ہرگز مقصود نہیں ہوتی !

روزہ اور غیبت :

اس آیت مبارکہ سے معلوم ہو رہا ہے کہ روزہ ایک فرض عبادت ہے جس کی روح نیک نیتی ہے اور اس کے بعد نیک اعمال ہیں ! جس طرح جسمِ انسانی بے پرواوئی کی بناء پر بیمار اور کمزور ہو جاتا ہے اسی طرح عبادات بھی بے پروائی سے کمزور ہو جاتی ہیں ! عبادت کی حفاظت اس طرح کی جاتی ہے کہ

[1] سُورۃ المؤمن : ۱ تا ۳ [2] اُترنے کی جگہ

اسے برائی سے پاک صاف رکھا جائے ! مثلاً اگر عبادت کرتے وقت یہ نیت ہو کہ لوگ مجھے اچھا کہیں تو عبادت بے روح ہو جائے گی چاہے وہ نماز روزہ ہو یا کوئی اور عبادت ہو ! !

ایسے ہی عبادات کے دوران برائی کا اثر ہوا کرتا ہے کہ وہ عبادت برائی سے کبھی تو ایسی خراب ہو جاتی ہے جیسے صاف پانی گرد و غبار اور خس و خاشاک سے ! اور کبھی اس سے بھی زیادہ ایسی کہ جیسے پاک پانی میں کوئی ناپاک چیز مل جائے تو پانی بالکل قابلِ استعمال نہیں رہتا ! ! اس طرح وہ عبادات اس برائی سے انتہاء درجہ خرابی کو پہنچ جاتی ہیں لہٰذا عبادات کی حفاظت بھی ضروری امر ہے وہ اس طرح کہ روزہ کے دوران معصیت سے بچے، اور یہ حقیقت ہے کہ معاصی اور گناہوں میں انسان سب سے زیادہ بہت آسانی سے جو گناہ کرتا ہے وہ زبان سے ہوتا ہے اور یہ گناہ ایسا ہوتا ہے کہ اس کا پتہ بھی نہیں لگتا ! نہ اسے ندامت ہوتی ہے ! نہ وہ خدا سے توبہ کرتا ہے ! اور اسی بے شعوری کے باعث مثلاً کسی کی غیر موجودگی میں اس کا ذکر ایسے انداز سے کرنا کہ اگر وہ یہاں موجود ہوتا تو اسے برا لگتا گناہ ہے اور اسی کا نام ''غیبت'' ہے ! ! لیکن آپ دیکھیں گے کہ عام طور پر غیبت کرنے کے بعد آدمی یہ کہتا ہے کہ میں نے تو وہ بات ذکر کی ہے جو اُس آدمی میں واقعی خرابی کی ہے ! میں نے اس کے سر جھوٹ تو نہیں لگایا ! ! یا یہ کہتا ہے کہ میں یہ بات اس کے منہ پر کہہ سکتا ہوں میں اس سے ڈرتا نہیں ! ! اور یہ نہیں جانتا کہ اسی کا نام ''غیبت'' ہے ! اور یہی بدگمانیوں اور جھگڑوں کی جڑ ہے ! کیونکہ جب یہ بات دوسرے تک پہنچے گی تو اس کی بڑی دل آزاری ہوگی وہ رنجیدۂ خاطر اور ناراض ہو جائے گا ! اور پھر وہ بھی کوئی ایسی ہی بات اس کے بارے میں اس کی غیر موجودگی میں کہہ دے گا جو اس شخص میں واقعی کمزوری کی ہوگی اور جب وہ اس تک پہنچے گی تو یہ برہم ہوگا ! اس طرح بے وجہ صرف زبان کی بے احتیاطی سے نا اتفاقی جنم لے گی ! ! لہٰذا شریعت نے اسے اخلاقی جرم قرار دیا اس کا دروازہ ہی بند کر دیا اور فرمایا

﴿ وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا اَ يُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ﴾ (سُورۃ الحجرات : ۱۲)

''برا نہ کہو پیٹھ پیچھے ایک دوسرے کو، کیا پسند ہے تم میں کسی کو کہ کھائے گوشت اپنے بھائی کا جو مردہ ہو سو گھن کھاتے ہو تم اس سے ! اور اللہ سے ڈرتے رہو بیشک اللہ معاف کرنے والا ہے مہربان''

حدیث شریف میں اِرشاد فرمایا گیا :

مَنْ لَّمْ یَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِہٖ فَلَیْسَ لِلّٰہِ حَاجَةٌ اَنْ یَّدَعَ طَعَامَہٗ وَشَرَابَہٗ [1]

''جو شخص باطل چیزیں اور ان پر عمل کو ترک نہیں کرتا تو اللہ کو اُس کے کھانا اور پینا چھوڑنے کی کچھ پروانہیں'' ! ! !

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی مرضیات پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین

جامعہ مدنیہ جدید کے فوری توجہ طلب ترجیحی اُمور

(۱) مسجد حامد کی تکمیل

(۲) طلباء کے لیے دارُ الاقامہ (ہوسٹل) اور درسگاہیں

(۳) کتب خانہ اور کتابیں

(۴) پانی کی ٹنکی

ثواب جاریہ کے لیے سبقت لینے والوں کے لیے زیادہ اجر ہے۔ (اِدارہ)

[1] مشکوۃ المصابیح کتاب الصوم رقم الحدیث ۱۹۹۹